اطباء/ ماہرین طب کے لیے ضابطہ اخلاق (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ)

سید عبدالمالک آغا*

کائنات کا محور انسان ہے۔ اسی لئے تو عالم گیر کتاب ہدایت قرآن حکیم کا موضوع بھی انسان ہی ہے۔ انسان کی صحت وتندرستی پر اقوام عالم کی ترقی، فلاح و بہبود اور راحت و امن کا انحصار ہے۔ اسی لئے تو عالمی ادارے W.H.O اور UNESCO وغیرہ کا اس سلسلے میں فعال کردار رہا ہے۔ ایک عربی ضرب المثل ہے:

"He who has health has hope, and he who has hope has every thing"(۱)

یعنی ایک صحت مند شخص ہی پر اُمید ہوسکتا ہے۔ اور اُمید کے جذبہ سے سرشار شخص آگے ترقی کرسکتا ہے۔ اسی لئے تو اسلام میں بھی ناامیدی کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک صحت مند شخص، صحت مند دماغ کا مالک ہوتا ہے۔ اُردو میں یہ مقولہ مشہور ہے: جان ہے تو جہان ہے۔ ایک مغربی دانشور کے بقول:

"The first wealth is health" (۲)

والیٹر (Voltaire) کے نزدیک کسی قوم کی اچھی اور بری تقدیر کا سبب اس قوم کی اعلیٰ قیادت کی اچھی صحت ہے:

"The fate of a Nation has often depended on the good or bad digestion of a Prime Minister" (۳)

معلوم ہوا کہ کسی قوم وملت بلکہ اقوام عالم اور پوری انسانی برادری کی ترقی کیلئے صحت مند افراد کا ہونا شرط ہے۔ اسی لئے تو تعلیمات نبوی ﷺ کی رُو سے ایک ضعیف وناتواں شخص سے طاقت ور آدمی بہتر ہے۔ کیونکہ تندرست وطاقت ور شخص معاشرے کی بہتر طریقے سے خدمت کرسکتا ہے۔

اسلام میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو انتہائی معزز ومکرم پیدا کیا ہے۔ پاکستان میں اسلام ۹۷% ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ پاکستانی ڈاکٹروں کی اکثریت مسلمان ہے۔ اور آئین پاکستان کی رُو سے ریاست کا مذہب بھی اسلام ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا پاکستان میں ڈاکٹرز بحیثیت مسلمان اپنے فرائض صحیح طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو اس مسئلے کا حل کیا ہوگا؟ کیونکہ یہ انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ اور اسلام میں اس سے متعلق نہایت واضح ہدایات ہیں۔ چنانچہ ذیل میں شریعت اسلامیہ کے حوالے سے ایک تحقیقی جائزہ لیا جارہا ہے۔

---

* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ، پاکستان

مقاصد شریعت:

شریعت کے نفاذ کا مقصد یا تو لوگوں کو نفع پہنچانا ہے۔ اور یا پھر ان سے نقصان کو دور کرنا ہے۔ چنانچہ مشہور و معروف فقیہ عزالدین ابن عبدالسلام کے بقول :

"ان الشريعة كلهامصالح امادرء مفاسد أوجلب منافع" (۴)

"تمام شریعت مصالح سے عبارت ہے جتنے بھی شرعی احکام ہیں ان کا مقصد یا مفاسد کو دور کرنا ہے یا منافع کو حاصل کرنا ہے"

یعنی دین اسلام میں لوگوں سے ضرر و نقصان دور کرنا کس قدر ضروری ہے۔ کسی مریض کا علاج کرنا گویا اس سے ضرر کو دور کرنا ہی ہے اس لئے امراض کا انتہائی توجہ سے علاج کرنا ایک مسلمان طبیب کا نہ صرف اخلاقی فریضہ ہے بلکہ قانوناً و شرعاً بھی وہ پابند ہے کہ وہ ایک مشن کے طور پر نیک نیتی سے لوگوں کا علاج کرے۔

واضح رہے کہ تحفظ جان شریعت اسلامیہ کے پانچ اساسی اصولوں میں سے ہے۔ جنہیں کلیات خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

نعني بالمصلحة المحافظة على مقصودالشرع، ومقصودالشرع من الخلق خمسة وهوان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم فكل مايتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهومصلحة وكل مايفوت هذه الاصول فهومفسدة ورفعهامصلحة (۵)

"اسلامی شریعت میں مصلحت، مقاصد شارع کی حفاظت کا نام ہے۔ اور شارع کو مخلوق کے پانچ امور کی حفاظت مقصود ہے۔ دین، نفس، عقل، نسل اور مال۔ پس ہر وہ شے جو ان امور کی حفاظت کرے۔ مصلحت ہے اور جو چیز ان مصالح کے ضیاع و تقویت کو متضمن ہو وہ مفسدہ اور اس کا دفع کرنا مصلحت ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ نفس کی حفاظت اصول خمسہ میں سے ہے جن کی ہر شریعت نے حفاظت کی ہے اور ان پانچ اصولوں کی حمایت میں سزائیں مقرر کی ہیں۔ اس مختصر قانونی بحث کے بعد قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ ان میں تحفظ جان سے متعلق کیا ہدایات ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَمَن أحياها فكأ نما أحيا النّاس جَمِيعا﴾ (۶)

"اور جس نے کسی کو زندگی دی تو گویا اس نے پوری انسانیت کو زندگی دی"۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوگی کہ طب کا شعبہ واقعی انتہائی اہم شعبہ ہے۔ اگر اس پیشے سے وابستہ ڈاکٹرز اپنی جائز کمائی کے ساتھ ساتھ مذکورہ آیت پر عمل پیرا ہوں اور لوگوں کی جان بچانے کو اپنا مطمع نظر بنائیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا اجر پائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کریں گے۔ لیکن اگر کسی ڈاکٹر کی غفلت کی وجہ سے کسی

مریض کی جان ضائع ہوگئی یہ ایسا ہے کہ گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور قرآن کی رو سے ایک انسان کا ناحق قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿مَن قَتَلَ نَفساً بِغَيرِ نَفس اَوْ فَساد فی الاَرضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً﴾ (۷)

"جس نے ناحق کسی کو قتل کر دیا یا زمین میں فساد برپا کر دیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا"

پس ڈاکٹر کی غفلت اور نااہلی یا پیسوں کی لالچ کے باعث کسی ایک جان کا ضیاع پوری انسانیت کے ضیاع کے برابر ہے۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے :

" لِزوال الدنيااهون على الله من قتل مؤمن بغيرحق " (۸)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا ایک مسلمان کی جان ناحق ضائع ہونے سے فروتر ہے"۔

حفاظت نفس و نسل سے متعلق منشاء الٰہی قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے :

﴿ هُوَأَنشَأَ كُم مِنَ الاَرضِ وَستَعمَرَ كُم فِيهَا﴾ (۹)

"اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اسے بسانے کا مکلف ٹھہرایا ہے"۔

سیّد عبدالرحمٰن بخاری لکھتے ہیں:

"عمارت ارض، حفظ نظام معاشرت اور استمرار صلاح زیست قرار پاتا ہے۔اور ظاہر ہے کہ اس مقصد کی تکمیل نوع انسانی کے وجود، بقاء اور افزائش سے بہتر ہے۔لہذا اسلام نے نفس انسانی کو تمام موجودات عالم سے زیادہ شرف وحرمت بخشتے ہوئے اس کی حفاظت کو جملہ مقاصد و تکلیفات شرعیہ میں محوری حیثیت دی ہے اور تمام دنیا و مافیھا سے فزوں تر گردانا ہے" (۱۰)

معلوم ہوا کہ اسلام میں انسانی جان کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے۔یہی سبب ہے کہ فقہ اسلامی میں انسان کی جان کی حفاظت کیلئے احکامات وضع کئے گئے ہیں۔اور فقہاء نے احکام شریعت کی مقصدیت حصول نفع اور دفع ضرر بتایا ہے۔جیسا کہ امام شاطبی نے لکھا ہے :

"ان الاحكام الشرعية انماشرعت لجلب المصالح أودرء المفاسِد" (۱۱)

"تمام احکام شرعیہ بالیقین حصول مصالح اور دفع مفاسد کیلئے وضع کئے گئے ہیں"۔

ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

" ان الشريعة مبنٰها واساسها على الحكم ومصالح العباد فی المعاش والمعاد " (۱۲)

"شریعت کے تمام احکام کا دار و مدار اور بنیاد حکمتوں پر ہے۔اور بندوں کی ان مصلحتوں پر جو اس دنیوی زندگی اور قیامت کے دن انہیں درکار ہیں"۔

الغرض قرآن وحدیث اور فقہ میں انسانی صحت کی حفاظت پر حد درجہ زور دیا گیا ہے۔ جدید سائنس کے اطلاق سے بہت سے اخلاقی سے اور فقہی وقانونی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اِن خدشات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"جدید سائنس کے اطلاق میں اخلاقیاتی پہلو کو نظر انداز کرنے سے انسانی تہذیبی اقدار کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ دوسری جانب ان اقدار کے مقاصد پر غور کر کے ترجیحات متعین کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ علم طب میں جدید سائنس کے اطلاق سے بہت سے اخلاقی، مذہبی، فقہی اور قانونی سوالات بھی سامنے آئے ہیں۔ جن کا جواب تلاش کرنا ضروری ہے"۔ (۱۳)

جدید سائنس کے اطلاق سے جو اخلاقی، قانونی، فقہی اور مذہبی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ان پر نہ تو حکومت توجہ دے رہی ہے اور نہ یہ مسلمان ڈاکٹر۔ ان ڈاکٹروں کو چاہیے تھا کہ وہ ملک کے ممتاز علماء وفقہاء سے اس سلسلے میں رہنمائی لیتے اور ان احکامات پر عمل کرتے۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ حالانکہ مسلم دنیا میں مختلف ممالک کے فقہاء انتہائی محنت اور عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ان جدید میڈیکل مسائل کا حل پیش کرتے رہے ہیں۔ مثلاً فقہاء عظام نے علاج بالحرام کا حکم شرعی بیان کیا ہے اور شرائط بھی۔ علاوہ ازیں پیوندکاری، انسانی اعضاء کی خرید وفروخت، مصنوعی اعضاء کے احکامات، انتقال خون، عورت کے دودھ کی خرید وفروخت، دودھ بینک اور حرمت رضاعت، طبیب مسلم وغیر مسلم کی شرط، پوسٹ مارٹم کے اسلامی احکامات، اسقاط حمل کے تمام فقہی احکامات، ٹسٹ ٹیوب بے بی نیز پاکستان میں پہلے ٹسٹ ٹیوب بے بی کی پیدائش کا مسئلہ اور اس کا شرعی حکم، ٹسٹ ٹیوب بے بی اور کلوننگ کا شرعی حکم، ٹسٹ ٹیوب بے بی کی صورت میں نسب اور وراثت کے فقہی احکام وغیرہ جیسے اہم جدید طبی فقہی مسائل کو پاکستان وہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ کے فقہاء نے انتہائی محنت سے بیان کیا ہے۔

اب یہ مسلم ممالک کی حکومتوں اور وہاں کے طبیبوں کا مذہبی وقانونی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ وہ ان پر عمل کریں۔

میڈیکل سائنس اور اُسوۂ حسنہ:

قرآن وحدیث میں متعدد ایسے نصوص ہے کہ جن میں حفظان صحت پر زور دیا گیا۔ اس لئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی صحت کا ہمہ وقت لحاظ کرے۔ کیونکہ یہ جسم ایک امانت ہے۔ بقول تقی عثمانیؒ :

"سب سے بڑی امانت جو ہر انسان کے پاس ہے، جس سے کوئی انسان بھی مستثنیٰ نہیں۔ وہ امانت خود اس کا "وجود" اور اس کی "زندگی" اور اس کے اعضاء وجوارح، اس کے اوقات، اس کی توانائیاں ہیں، یہ سب کی سب امانت ہیں۔۔۔ لہذا اس امانت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان اعضاء کو، اپنے اس وجود کو، اپنی صلاحیتوں کو اور اپنی توانائیوں کو اسی کام میں صرف کریں، جس کام کیلئے یہ دی گئی ہیں، اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں صرف کریں گے تو یہ امانت میں خیانت ہوگئی"۔ (۱۴)

پس جسم میں خیانت کی مختلف صورتیں ہیں ایک خاص صورت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنی صحت کا لحاظ رکھے۔ کیونکہ نفس انسانی کا بھی انسان کے اوپر حق ہے۔

انسان کا اپنے اوپر حق :

حدیث میں آیا ہے :

" وَلِجَسَدِکَ عَلَیکَ حَقاً " (۱۵)

" اورتمہارے بدن کاتمہارے اوپر حق ہے"

علاج معالجے کاحکم :

معالج اعظمؐ کافرمان ہے :

"اِنَّ اللّٰہَ أنزل الداء والدواء وجعل لِکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بالمحرم " (۱٦)

"اللہ تعالیٰ نے مرض اوراس کاعلاج دونوں کو پیدافرمایااور ہرقسم کے مرض کیلئے دوابھی ہے توتم علاج ضرور کرولیکن حرام چیزوں سے نہیں"۔

ایک اورحدیث نبویؐ ہے :

" مَا أنزل الله داء الاأنزل له شفا " (۱۷)

"اللہ تعالیٰ نے ہرقسم کے مرض کیلئے دواپیدا کیاہے"۔

اس حدیث شریف میں علاج معالجے کی ترغیب اور جواز کابیان ہے۔جیسا کہ امام قرافی نے کہاہے :

"وهويدل على جوازالمعالجة" (۱۸)

"یہ حدیث علاج معالجہ کے جواز پردلالت کرتی ہے"

نبی اکرمﷺ کاطریق علاج :

آپؐ بیماری سے پہلے اور بعد میں علاج معالجہ فرماتے تھے الکتانیؒ نے لکھاہے :

"نبی کریم ﷺ خودعلاج معالجہ فرماتے تھے صحت کی حالت میں بھی اور مرض میں بھی۔صحت کی حالت میں حفاظت والی تدابیر سے مثلاً ریاضت،مجاہدہ اورکم کھانے کے ذریعے اورترکھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانے سے اورترکھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھانے سے۔اورفرماتے اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو دورکرتی ہے۔۔۔حضرت سعدبن ابی وقاصؓ بیمارہوئے توحضورؐ نے اپنادست مبارک ان کی چھاتی کے درمیان رکھاتو ان کواس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی توفرمایا "انک مفؤد"یعنی تم دل کے مریض ہو"۔ (۱۹)

دل کی بیماری کیلئے آپؐ نے عجوہ کھجوراوراس کی گٹھلی (پیس کر) کھانے کوارشادفرمایا۔بخار کے علاج میں ٹھنڈاپانی استعمال کرنے کی تلقین فرمائی :

" الحمّٰی مِن فَیحِ جَھَنَّمَ فَا برُدوھَا بِالماء " (۲۰)

"بخارجہنم کی ہوامیں سے ہےاسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کیجئے"۔

اِسلام میں عِلم طب کی اہمیت :

حضرت امام شافعیؒ کا نقطۂ نظر :

"العلم عِلمان : علم الطب وعلم الفقه للاديان" (۲۱)

"علم کی دو قسمیں ہیں (ایک) علم طب جو کہ جسمانی امور سے متعلق ہے اور (دوسرا) علم فقہ جو کہ دینی امور سے متعلق ہے"۔

عِلم طب فرض کفایہ :

اسلام طبی علوم کے حصول کی نہ صرف ترغیب دیتا ہے بلکہ اسے فرض کفایہ قرار دیتا ہے جیسا کہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے :

"وفي البلدفروض كفايات...وأقربهاالطب" (۲۲)

"مسلم سماج (ملک) میں چند فروض کفایہ ہیں۔۔۔علم طب ان میں سے اہم ترین ہے"۔

ڈاکٹر شمس البصر نے الکتانی کے حوالہ سے لکھا ہے :

"رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک طرف امراض کی روک تھام کیلئے احتیاطی تدابیر کیں اور دوسری طرف علاج معالجہ کی اہمیت کو اپنے ماننے والوں پر اُجاگر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے وبائی امراض کے سلسلے میں احتیاط برتنے کی تعلیم دی۔ عبدالرحمن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جب کسی زمین میں وباء پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو اور کسی اور زمین میں سنو کہ وہاں وباء پھیل چکی ہے۔ تو اس کی طرف نہ جاؤ۔ (ایک مرتبہ حضرت عمرؓ جب ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کو وہاں وباء کی خبر ملی تو اس حدیث کے حوالے سے واپس تشریف لائیں اور اللہ جل جلالہٗ کی حمد کی۔۔۔رسول اللہؐ نے اس جگہ جانے سے منع فرمایا جہاں طاعون پھیل چکا ہو"۔ (۲۳)

یہ قرآن وحدیث کی ترغیب ہی نہیں تھی بلکہ ہدایات تھیں کہ اسلامی تاریخ میں مسلم اطباء نے اس وقت کے میڈیکل سائنس کی ترقی ونشونما میں ایسے طبی کارنامے سرانجام دیئے کہ جن کو بنیاد بنا کر بعد کے ادوار میں جدید میڈیکل سائنس نے ترقی کی۔ مثلاً ابن سینا (م-۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء)، ابوبکر محمد بن زکریاء الرازی، ابن رشد، ابوریحان، محمد بن احمد البیرونی، ابوالقاسم، خلف بن عباس الزہراوی وغیرہ۔ الزاہراوی پہلا طبیب ہے جس نے سرجری کو باقاعدہ ایک اور فن کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ ورنہ زمانہ قبل کے طبیب اس سے کلیۃً ناآشنا اور بے بہرہ تھے۔ (۲۴)

دیگر خصائص کے علاوہ ان کی ممتاز خصوصیت ان کا علم کمال جراحت ہے۔ جس میں ان کا کوئی حریف نہیں۔ یورپ، فرانس اور ویانا کے عظیم الشان ہسپتالوں میں جو سرجری کی شان وشوکت نظر آتی ہے۔ وہ الزہراوی کی مرہون منت ہے۔ (۲۵)

"التصریف لمن عجز عن التالیف" ابوالقاسم زہراوی کی وہ بے مثال اور عظیم تصنیف ہے جس نے مشرق ومغرب میں الزہراوی کے علم وہنر کی دھوم مچادی، یہ تصنیف ایک ضخیم طبی انسائیکلوپیڈیا ہے جو فن طب کے علمی اور عملی دونوں حصوں میں منقسم

ہے۔اور ہر حصہ پندرہ پندرہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس کتاب کا ایک حصہ علم جراحت کیلئے مخصوص ہے اور یہی درحقیقت اس تالیف کی روح رواں ہے۔(۲۶)

ڈاکٹرز صاحبان کا اسلامی ضابطۂ اخلاق:

اسلامی تاریخ مین پہلی مرتبہ مسلم اطباء کے ضابطۂ اخلاق پر اسحق ابن علی (Ishaq ibn'Ali al-Ruhawi) نے قلم اُٹھایا۔جس نے ادب الطبیب کے نام سے مسلم اطباء کیلئے پہلا ضابطۂ اخلاق مرتب کیا۔جو بیس ابواب پر مشتمل تھا۔جن میں طبی اخلاقیات کومختلف عنوانات کے تحت زیر بحث لایا گیا۔(۲۷)

ا۔صبر و تحمل (Patience) :

ڈاکٹر صاحبان کا پیشہ ایسا ہے کہ اس میں صبر و تحمل سے کام لینا انتہائی ضروری ہے کیونکہ ایک تو ان کا واسطہ مریضوں کے ساتھ ہے۔جنہیں مطمئن کرنے کیلئے اچھا خاصا وقت درکار رہتا ہے۔اور بردباری سے کام لینا ہوتا ہے۔عصر حاضر کے ایک دانشور کے بقول :

"مریضوں کی عمومی طور پر دو قسم کی ضروریات ہوتی ہیں اس کی ایک ضرورت مرض سے نجات اور دوسری نفسیاتی الجھن کو رفع کرنے کیلئے اس کے ساتھ اظہار ہمدردی ہے۔یہ دونوں فرائض ایک طبیب نے ہی انجام دینے ہوتے ہیں۔(۲۸)

نفسیاتی الجھن کو دور کرنے کیلئے وقت درکار رہتا ہے۔جو ایک ڈاکٹر کیلئے بڑی آزمائش ہے اس کو صبر و تحمل سے کام لینا پڑے گا۔حضور نبی اکرم ﷺ کا ایک وصف صبر و تحمل تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ یایها الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون﴾ (۲۹)

"اے ایمان والوں ،صبر اختیار کرو اور صبر میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو،اور مقابلہ کرنے کیلئے مستعد رہو،اور اللہ کا خوف رکھو تاکہ تم فلاح پاسکو"۔

۲۔انکساری (Humility) :

پاکستان میں اکثریت ان ڈاکٹر صاحبان کی ہے جو تکبر کی بیماری میں مبتلا ہے۔عوام کو ان سے ہمیشہ یہی شکایت رہتی ہے۔حالانکہ ڈاکٹر کو تو بالخصوص منکسر المزاج ہونا چاہیے حکم ربانی ہے :

﴿ وَلاَ تُصَعِّر خَدَّکَ لِلنّاس ولاتَمشِ في الارض مَرَحاً﴾ (۳۰)

"اور تکبر میں لوگوں سے اپنا گال نہ پھیلا اور نہ زمین پر اکڑ کر چل"

﴿وَعِبادالرّحمٰن الّذین یَمشُونَ علی الارض هَوناً﴾ (۳۱)

"اللہ کے پیارے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں"۔

۳۔ایثار (Selflessness) :

ایک ڈاکٹر کو ایثار کے جذبے سے سرشار ہونا چاہیے کیونکہ اس کے پیشہ وارانہ اخلاقیات کا تقاضا بھی یہی ہے اور ایک مومن کی صفت بھی یہی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصة و من یوق شح نفسہ فأولئک ھم المفلحون﴾(۳۲)

"اور وہ اپنی جان پر ان کو ترجیح دیتے ہیں،خواہ انہیں شدید احتیاج ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچا تو وہی کامیاب ہوا"۔

۴۔شگفتہ مزاجی (Merry):

ڈاکٹر کو شگفتہ مزاج اور خوش گفتار ہونا چاہیے۔اور اُسے مریضوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے۔حدیث میں آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی صدقہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فبما رحمة من اللہ لنت لھم و لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک﴾ (۳۳)

"اللہ کی مہربانی سے آپؐ ان لوگون کیلئے نرم ہوگئے اور اگر آپ ترش رو،سخت ہوتے تو سب لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوتے"۔

پس معلوم ہوا کہ ترش روئی،سخت گیری اور لوگوں سے اپنا منہ پھیر لینا اللہ اور مخلوق دونوں کو ناپسند ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿و لا تصعر خدک للناس﴾(۳۴)

"اور تکبر میں لوگوں سے اپنا گال نہ پھیلا "

ایک اور فرمان الٰہی ہے:

﴿إن اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً﴾ (۳۵)

"یقین جانو اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنی بڑائی پر فخر کرے"۔

۵۔حسن سلوک (Treat Kindly) :

مریضوں سے اچھا برتاؤ کرنا ایک ڈاکٹر کا اخلاقی و مذہبی فریضہ ہے۔مریض کی بات کو غور سے سننا،اس کو تسلی دینا اور

اس کے ساتھ ہر طرح تعاون کرنا، معالج کے فرائض میں شامل ہیں۔ارشاد ربّ العٰلمین ہے :

﴿وَ قُولُو الِلنّاس حُسناً﴾ (۳٦)

"اور لوگوں سے اچھی بات کہو"۔

جب عام لوگوں سے اچھی بات کہنے کا حکم ہے مریض تو اس کا زیادہ حق دار ہے۔حدیث کی رو سے اچھی بات بھی صدقہ ہے۔چنانچہ آپؐ نے لوگوں سے اچھا رویہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی :

" اَلکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَ قَۃ " (۳۷)

"اچھی بات بھی صدقہ ہے"

٦۔خیرخواہی (Well Wishing) :

طبیب اور ڈاکٹر کو چاہیے کہ وہ اپنے زیرعلاج مریض کا خیرخواہ ہو، کیونکہ مریض کا ڈاکٹر کے اوپر یہ حق ہے۔حدیث نبوی ہے:

" الدِّینُ النَّصِیحُۃ " (۳۸)

"دین تو خیرخواہی کا نام ہے"

۷۔قناعت پسندی (Contentment) :

دین اسلام کا مقصد انسانیت کی بھلائی اور خیرخواہی ہے۔چنانچہ طب ایک ایسا اہم اور نازک پیشہ ہے کہ اس پیشہ سے وابستہ اطباء اور ڈاکٹر صاحبان کا مطمعٔ نظر محض حصول زر نہیں، بلکہ خدمت خلق ہونا چاہیے۔طمع ولالچ اس پیشے کے عظمت کے منافی ہیں۔لہذا ایک ڈاکٹر کو قناعت پسند ہونا چاہیے۔حدیث میں آیا ہے :

" قناعت ایک ایسی دولت ہے جو کبھی تمام نہیں ہوتی "(۳۹)

ایک اور حدیث نبویؐ ہے :

"سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو قناعت والا ہو اور سب سے بُرا وہ ہے جو لالچی ہو"(۴۰)

۸۔مسکراہٹ اللہ کے لئے:

عصر حاضر کے ڈاکٹر صاحبان کو چاہیے کہ وہ مریضوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اُس کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ ہو۔تاکہ وہ مریضوں کے دلوں کو خوش کر کے اپنے لئے اجر کمائے۔چنانچہ ابویحییٰ نے لکھا ہے:"مسکراہٹ ایک بے حد خوبصورت عمل ہے۔مگر خدا کو صرف وہی مسکراہٹ پسند ہے جو اس کی رضامندی اور اس کے بندوں کو خوشی دینے کیلئے اختیار کی جائے۔بدقسمتی سے آج کل یہی مسکراہٹ ناپید ہے اور اکثر لوگوں کی مسکراہٹ دراصل اپنے مفاد کیلئے ہوتی

ہے۔۔۔اس مسکراہٹ کی اصل خرابی یہی ہے کہ اس کے ساتھ حسن خلق کے دیگر لوازم یعنی دعا، خیر خواہی، قلبی محبت، چھوٹے بڑے کا لحاظ، رعایت اور درگزر وغیرہ نہیں ہوتے۔اس لیے اس مسکراہٹ کا بھی کوئی فائدہ نہیں"۔ (۴۱)

لہذا وطن عزیز کے ڈاکٹروں کو چاہیے کہ مریضوں کے ساتھ اُس کی مسکراہٹ اللہ کی رضا کیلئے ہونا چاہیے۔کیونکہ مسکراہٹ خدا کی عظیم نعمت ہے۔جو اس نعمت سے محروم رہا۔وہ بڑی نیکی سے محروم رہا۔

ملازمت کے اوقات میں خیانت :

پاکستان کے سرکاری ہسپتالوں میں بالخصوص سینئر ڈاکٹر صاحبان کا دیر سے آنا اور وقت سے پہلے چلے جانا معمول کی بات ہے۔جس روزان کی او۔پی۔ڈی ہوتی ہے۔اس دن بھی ان کے بجائے جونیئر ڈاکٹر صاحبان مریضوں کو دیکھتے ہیں۔حالانکہ وہ خود ہسپتالوں میں موجود ہوتے ہیں مگر مریضوں کو دیکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے ہیں۔البتہ بعض خدا ترس اور انسان دوست ڈاکٹر حضرات ایسا نہیں کرتے ہیں۔بہر حال ملازمت کے اوقات میں ڈنڈی مارنا خیانت کے مترادف ہے۔اور ایسا کرنا حرام ہے۔مفتی محمد تقی ؒ نے لکھا ہے :

"ملازمت کیلئے یہ طے کیا تھا کہ میں آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دونگا، اب اگر اس آٹھ (۸) گھنٹے کی ڈیوٹی میں سے کچھ چوری کر گیا، اور کچھ وقت اپنے ذاتی کام میں استعمال کر لیا تو جتنا وقت اس نے اپنے ذاتی کام میں استعمال کیا، اس وقت میں اس نے امانت میں خیانت کی"۔(۴۲)

ملازمت کے فرائض میں خیانت :

ملازمت کے فرائض کی صحیح طریقے سے ادائیگی نہ کرنا بھی امانت میں خیانت ہے۔ بتصریح تقی عثمانی ؒ :

"فرض کرو کہ ایک شخص نے کہیں ملازمت اختیار کی ہے، اس ملازمت میں جو فرائض اس کے سپرد کئے گئے ہیں وہ امانت ہیں، ان فرائض کو وہ ٹھیک ٹھیک بجالائے۔۔۔اگر وہ ان فرائض کو ٹھیک ٹھیک انجام نہیں دیتا، بلکہ کام چوری کرتا ہے، تو ایسا شخص اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے۔اور امانت میں خیانت کر رہا ہے" (۴۳)

امانت میں خیانت سے متعلق کس قدر سخت وعید حدیث میں آئی ہے :

" لاایمان لمن لاامانة له " (۴۴)

"جس کے اندر امانت نہیں، اس کے اندر ایمان بھی نہیں"

خود ایک ڈاکٹر کے بقول:

پاکستان میں صحت کے شعبے کا جائزہ لینے کیلئے محض دو گھنٹے کسی سرکاری ہسپتال کی او پی ڈی میں اور ایک گھنٹہ کسی وارڈ میں گزارنا کافی ہے۔ہسپتال کی او پی ڈی میں سینکڑوں مریضوں کا ہجوم ہوتا ہے۔۔۔یہ سارے مریض اسپیشلسٹ

ڈاکٹر سے ملنے کے متمنی ہوتے ہیں۔۔۔اسپیشلسٹ ساڑے دس گیارہ بجے معائنے کے کمرے میں آکر بیٹھتا ہے۔پچھلے دن گھر میں دیکھے ہوئے مریضوں اور سفارشی چھٹیاں رکھنے والے خوش نصیبوں کو پہلے دیکھا جاتا ہے۔۔۔عام طور پر ان کو چند ٹسٹ لکھ کر دیئے جاتے ہیں۔اور جب وہ ٹسٹ کروا کر واپس آتے ہیں،ہسپتال کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔اس لئے کہ عام طور پر اسپیشلسٹ بارہ بجے او پی ڈی سے اُٹھ جاتے ہیں۔(۴۵)

پرائیویٹ کلینک:

سرکاری ہسپتالوں میں تعینات ڈاکٹر حضرات اپنی قابلیت کا اظہار اور اپنی توانائیاں زیادہ تر اپنی پرائیوٹ کلینک میں جا کر صرف کرتے ہیں۔وہ سرکاری ہسپتالوں میں ایسے حربے استعمال کرتے ہیں کہ مریض مجبور ہو کر ان کے پاس پرائیوٹ کلینک میں جا کر علاج کروائیں۔اور فیس دیں نیز ٹسٹ بھی وہی سے کروائیں۔ بقول ڈاکٹر محمد فاروق خان :

یہ سب کچھ ایسا کیوں ہے۔اس لئے کہ ہر ڈاکٹر دل میں سمجھتا ہے کہ اگر اس نے ہسپتال میں صحیح طریقہ سے کام کیا، اور روزانہ چھ گھنٹے او پی ڈی میں مریضوں کو دیکھا،تو اس کے پاس پرائیوٹ کلینک میں کون آئیگا۔چنانچہ یہی ڈاکٹر جو ہسپتال میں پورے ہفتے میں پندرہ بیس سے زیادہ مریض نہیں دیکھتے۔روزانہ اپنے پرائیوٹ کلینک میں پچاس سے ستر تک مریضوں کا معائنہ بہت خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔ (۴۶)

اس اقتباس کی رُو سے سرکاری ہسپتالوں میں کام کرنے والے ڈاکٹر حضرات ایک تو ملازمت کے فرائض اور اوقات میں خیانت کے مرتکب ہیں۔دوسرا قصور ان کا یہ ہے کہ وہ حکومت اور پبلک کو دھوکہ دیتے ہیں۔تیسرا جرم ان کا یہ ہے کہ وہ حرام کی تنخواہ لیتے ہیں۔نیز مسلمان پر مسلمان کے جو حقوق ہیں۔ان کی ادائیگی تو کُجا،وہ تو الٹا مردم ازاری بھی کرتے ہیں۔جو شریعت کی رُو سے حرام اور ممنوع ہے۔اس کا حل یہ ہے کہ ایسے ڈاکٹر صاحبان تنخواہ کو حرام کرنے کے بجائے مستعفی ہو جائیں۔اور اپنی پرائیوٹ کلینک کو سنبھالیں۔

ڈاکٹر کی فیس اور پاکستان کے غریب عوام :

مناسب فیس اگر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تو ڈاکٹر اپنے دماغی صلاحیتوں اور علم کے استعمال کا معاوضہ لیتا ہے۔مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ؒ نے شرعاً اس کو جائز قرار دیا۔(۴۷) لیکن اس وقت ملک میں سینئر اور اسپیشلسٹ ڈاکٹرز جو منہ مانگی فیس لیتے ہیں۔غریب تو درکنار،متوسط طبقہ بھی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔نتیجتاً کتنی قیمتی جانیں ایسی ہونگی کہ ڈاکٹروں کی فیس،ٹسٹ اور علاج معالجہ کی استطاعت نہ رکھنے کے سبب موت کے منہ میں جاتے ہونگے۔یہ محض ایک مفروضہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اور سب کو پتہ بھی ہے۔سوال یہ ہے کہ اس کا وبال کس پر ہے۔قرآن میں تو یہ واضح ہدایت ہے کہ ایک انسان کا ناحق قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے۔

﴿ من قَتلَ نَفساً بِغَير نفس اَوفَسَاد فی الاَ رضِ فَكَاَ نَّمَاقَتل النَّاسَ جَمِيعاً ﴾ (۴۸)

ڈاکٹروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ملی بھگت:

ملٹی نیشنل کمپنیاں بلاشبہ خدمات بھی سرانجام دے رہی ہیں انسانی جان بچانے میں ان کا موثر کردار ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کمپنیوں کا کردار منفی اور ظالمانہ بھی ہے۔مثلاً ان کمپنیوں کی مارکیٹ پر اجارہ داری کے علاوہ پاکستان کے اندر ڈاکٹروں کو گمراہ کیا جاتا ہے۔بقول ڈاکٹر محمد فاروق خان:

"ایک عام ڈاکٹر اس صورتِ حال میں پریشان ہو جاتا ہے کہ وہ مریض کو کون سی دوائی لکھ کر دے۔مہنگی انٹر نیشنل کمپنیوں والے آکر اسے بتاتے ہیں کہ سستی دوائیں کم معیاری ہیں، چنانچہ وہ یہ سوچ کر مہنگی دوا لکھتا ہے کہ ممکن ہے۔سستی دوا اچھی نہ ہو۔ننانوے فیصد ڈاکٹر اسی پروپیگنڈے کا شکار ہیں"۔(۴۹)

اس کے علاوہ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ڈاکٹروں کو تحفے تحائف دیتی ہیں، ہوائی جہاز کے ٹکٹ دیئے جاتے ہیں۔بیرون ملک ان بڑے بڑے ڈاکٹروں کو سیر کرانے بھیجا جاتا ہے۔یہاں تک کہ بعض ڈاکٹروں کو نہایت قیمتی گاڑیاں اس غرض سے دی جاتی ہیں۔تاکہ ڈاکٹر صاحبان ان کمپنیوں کی ادویات کے نسخے زیادہ مقدار میں مریضوں کو لکھ کر دیا کریں۔خواہ مریضوں کو ان ادویات کی ضرورت ہو۔یا نہ ہو۔اس طرح ملٹی نیشنل کمپنیوں اور بڑے بڑے ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے ملک کے عوام کا پیسہ لوٹ لیا جاتا ہے۔حالانکہ اس مکروہ دھندے کا جواز نہ تو شرعاً جائز ہے۔اور نہ قانوناً۔ڈاکٹر موصوف نے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اجارہ داری سے متعلق لکھا ہے:

"پاکستان میں ادویات کے میدان میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کا قبضہ ہے، مارکیٹ میں بچانوے فی صد سے زیادہ حصہ ان کا ہے، جبکہ پانچ فی صد سے بھی کم حصہ پاکستانی کمپنیوں کا ہے۔"(۵۰)

موصوف مزید رقمطراز ہے:

"پاکستان کے اندر ایسا کیوں ہے ؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کمپنیاں یہاں وزارت صحت کے تمام آفیسروں کو "خوش" رکھنے کیلئے سب کچھ کرتی ہیں۔دوسری طرف۔۔۔یہی نمائندے ہر دفعہ ڈاکٹروں کے پاس مختلف تحائف لاتے ہیں۔۔۔ان کمپنیوں کے نمائندے عام طور پر ڈاکٹروں سے ذاتی تعلق استوار کرتے ہیں۔اور ان پر اخلاقی دباؤ ڈال کر منت سماجت کے ذریعے اپنی ادویات لکھواتے ہیں، ان سب باتوں کا آخری نتیجہ مریض اور قوم کیلئے نہایت مہلک ثابت ہوتا ہے" (۵۱)

واضح رہے ڈاکٹروں کا ملٹی نیشنل کمپنیوں سے اس طرح تحفے وتحائف اور دیگر مراعات وغیرہ وصول کرنا شریعت اسلامیہ کی رو سے بدترین رشوت اور کرپشن ہے۔

ڈاکٹروں کا تحقیق میں عدم دلچسپی:

پاکستان میں غالب اکثریت ان ڈاکٹروں کی ہے۔ جو تحقیق نگاری میں دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے۔ کیونکہ حصول زر ان کا بنیادی مقصد ہے۔ اورانہوں نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ دنیا ہی سب کچھ نہیں۔ اور نہ ہی رزق کی طلب مقصود زندگی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

"اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا" (۵۲)

اس مسئلے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ رزق کی طلب میں پیشہ وارانہ فرائض ترک کرنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ بہترین علاج معالجے کیلئے معالجین کا تحقیق وتصنیف سے وابستگی انتہائی ضروری ہے۔ تحقیق کی ترغیب قرآن وحدیث میں انتہائی تاکید کے ساتھ آئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآ يُّهَاالَّذِينَ آمنوا ان جَآءَ كُم فَاسِق بِنَباء فَتبيّنُوا﴾ (۵۳)

"اے ایمان والو! اگر کوئی بدکار اور نا قابل اعتماد آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے آوے تو اس کی خوب تحقیق اور سچا اور جھوٹا معلوم کرنے کی کوشش کرو"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے غور وفکر اور تحقیق وتجسس سے متعلق فرمایا ہے :

﴿ ويتفكّرُونَ فِى خَلقِ السَّمٰوٰتِ والاض﴾ (۵۴)

"(اور عقل مند لوگ وہ ہیں) جو زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں"۔

پس معلوم ہوا کہ دین اسلام میں تحقیق کی کس قدر اہمیت ہے۔ لیکن پاکستان کے اطباء ومعالجین ہوس زر کے سبب نہ تو قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں اور نہ ہی اپنے پیشہ وارانہ ضابطہ اخلاق کا لحاظ رکرتے ہوئے عصری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہیں۔ یہ طرز عمل ڈاکٹر صاحبان کے ضابطۂ اخلاق کے خلاف ہی نہیں بلکہ ملک وقوم سے غداری کے مترادف ہے۔

ڈاکٹر محمد فاروق خان کے بقول:

"پھر اس کی وجہ سے ڈاکٹروں میں ریسرچ اور تصنیف کا مادہ بالکل ہی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ سوائے ایک دو فلیڈز کے، کسی پاکستانی ڈاکٹر نے کوئی ریسرچ نہیں کی۔ ہمارے طلباء کو میڈیکل کالجوں میں بھارتی مصنفین کی کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ آپ میڈیکل کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھیں۔ آپ کو دنیا کے کونے کونے کے ہزاروں ڈاکٹروں کے ریسرچ پیپرز کے نام ملیں گے۔۔۔ لیکن میں نے کبھی کسی پاکستانی ڈاکٹر کا نام کسی ریسرچ کام میں نہیں دیکھا"۔ (۵۵)

دینداری اور نماز کا اہتمام :

اس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر طبقہ میں بلاشبہ دین دار لوگ موجود ہیں۔ڈاکٹروں میں بھی ایسے نیک اور صالح لوگوں کی کمی نہیں ہے۔جو طبی اخلاقیات کے زیور سے آراستہ ہیں۔اور صوم وصلواۃ کے پابند ہیں۔مگر ایسے ڈاکٹر صاحبان کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ جو مسلمان ہونے کے باوجود نہ تو اسلام کے بنیادی احکامات سے باخبر ہیں۔اور نہ فلسفہ شریعت کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی صوم وصلواۃ کے پابند ہیں۔اور نہ ہی نماز کی اہمیت جانتے ہیں۔کہ یہ کس قدر اہم رکن اسلام ہے۔اور دین کا ستون ہے۔چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو بطور عامل بھیجا۔تو آپؐ نے فرمایا :

" یَامعاذُ اِنَّ اَھَمَّ اَمرِ عِندی الصَّلوٰۃُ " (۵۶)

"اے معاذ! سب سے اہم امر تمہارے لئے میرے نزدیک نماز ہے"

الغرض ڈاکٹر صاحبان اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ اس وقت کر سکتے ہیں کہ جب ان میں خوف خدا اور فکر اخرت کی آبیاری کی جائے۔

CONCLUSSION:

۱۔ حکومت وقت مرکزی سطح پر ایک میڈیکل جیورس پروڈنس کمیٹی کا قیام عمل میں لائے۔جس میں فقہ اسلامی، قانون اور طب کے ماہرین شامل ہوں۔یہ کمیٹی ایک اسلامی میڈیکل ضابطہ اخلاق کو ترتیب دے۔(۵۷) نیز یہی کمیٹی پاکستان میں میڈیکل تعلیم اور نصاب سازی کا بھی جائزہ لے۔اور تجاویز پیش کرے۔

۲۔ جدید سائنس کے اطلاق سے بہت سے اخلاقی، مذہبی، فقی اور قانونی مسائل جنم لے رہے ہیں۔مذکورہ کمیٹی ان مسائل کا حل اسلامی فقہ کی روشنی میں پیش کرے۔

۳۔ حکومت پاکستان ان تمام ڈاکٹروں کی پرائیوٹ پریکٹس پر پابندی لگادے جو سرکاری ملازم ہیں۔

۴۔ ادویات کی صرف ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کو کام کرنے کی اجازت دی جائے، جو ایک سال کے اندر اندر اپنا تمام خام مال بنانے کی فیکٹریاں پاکستان میں لائیں۔ (۵۸)

۵۔ حکومت ملٹی نیشنل کمپنیوں کو پابند کرے کہ وہ اپنے خام مال کی قیمت کھلی مارکیٹ کی قیمت کی سطح پر لائیں۔ (۵۹)

۶۔ حکومت ڈرگ کمپنیوں کو ڈاکٹروں سے ہر طرح کا تعلق رکھنے پر سختی سے پابندی لگائے۔(۶۰)

۷۔ ڈاکٹروں کے سول سروسز میں جانے پر پابندی لگانا انتہائی ضروری ہے۔ (۶۱)

۸۔ کرپٹ ڈاکٹروں کا محاسبہ عصری تقاضاہے۔لہذا شعبہ طب میں کرپشن کے خاتمے کیلئے ضروری ہے کہ جو ڈاکٹر صاحبان کرپٹ ہوں۔ان کی جائیدادیں بحق سرکاری ضبط کی جائیں۔

۹۔ پاکستان کے اندر تمام ڈاکٹروں کو پابند کیا جائے کہ وہ تحقیق وتصنیف میں بھی بھرپور حصہ لیں۔اس کیلئے ایک ایسا لائحہ عمل اور قانون سازی کی ضرورت ہے کہ تمام ڈاکٹر مجبور ہو کر تحقیق نگاری پر توجہ دیں۔

۱۰۔ زنانہ اور مردانہ ڈاکٹروں کی مخلوط نشستوں پر پابندی عائد ہونی چاہیے۔کیونکہ اس سے مریضوں کے علاج معالجہ پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔اس کا حل یہ ہے کہ نرس اور زنانہ ڈاکٹرز صرف زنانہ وارڈوں میں ڈیوٹی دیں۔جہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہو۔اور مرد ڈاکٹر صاحبان صرف مردانہ وارڈوں تک محدود رہیں۔کیونکہ شرم وحیاء دین اسلام کا ایک بہت بڑا قدر ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1. Lewis C. Henry (Arranged & Edited by), Best Quotations for All Occassions, Fawcett Premier, New York, June 1989, P. 197.

2. I bid.

3. I bid.

۴۔ سیّدعبدالرحمن ، بخاری، اسلامی قانون کا نظریۂ مصلحت، شعبۂ تحقیق، قائداعظم لائبریری، باغ جناح، لاہور جنوری، ۱۹۹۰ء، ص ۴۱۔

۵۔ الغزالیؒ ، المستصفی، ۲۸۶/۱ ۔

۶۔ المآئدۃ ۵:۳۲ ۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ سیّدعبدالرحمن ، بخاری، اسلامی قانون کا نظریۂ مصلحت، ص ۱۷۱۔

۹۔ ہود ۱۱:۶۱ ۔

۱۰۔ المرجع السابق، ص ۱۷۰، ۱۷۱ ۔

۱۱۔ الشاطبی، الموافقات فی اصول الشریعۃ، مصر، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۹۵/۱ ۔

۱۲۔ ابن قیمؒ، اعلام الموقعین، ۴۱/۳ ۔

۱۳۔ طبی فقہی مسائل ورکشاپ، محمد خالد مسعود (مرتب)، شعبہ فقہ وقانون، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۸۔۳۰ جون، ۱۹۹۵ء، ص ۷ ۔

۱۴۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، حقوق العباد اور معاملات، ادارۂ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان، محرم الحرام، ۱۴۲۶ھ، ص ۱۹۹ ۔

۱۵۔ الترمذی، الجامع، ابواب الزھد، باب فی إعطاء حقوق النفس والرب والضیف والاھل ۔

۱۶۔ ابن قیم، ابوعبداللہ، محمد بن ابوبکر، زاد المعاد من ھدی خیر العباد، ص ۴۷۔

۱۷۔ المرجع السابق، ابواب الطب، باب ما انزل اللہ داء إلا أنزل لہ شفاء ۔

۱۸۔ القرافی، شہاب الدین، احمد بن ادریس، الذخیرۃ، ۲۰۷/۱۳ ۔

۱۹۔ ڈاکٹر شمس البصر، طبی اخلاقیات اور مسلم اطباء کے فرائض، منھاج، جلد ۲۱، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر، ۲۰۰۵ء، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، ص ۳۰۴ ۔

۲۰۔ المرجع السابق، ص ۳۰۶ ۔

۲۱۔ القنوجی، صدیق بن حسن، ابجد العلوم، المکتبۃ القدوسیۃ، لاہور، ۱۹۸۳ء، ۲۵۳/۲ ۔

۲۲۔ الغزالی محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، المطبعۃ العامرۃ الشرقیۃ، قاہرۃ، ۱۹۰۸ء/ ۱۳۲۶ھ، ۳۲/۱۔

۲۳۔ ڈاکٹر شمس البصر، طبی اخلاقیات اور مسلم اطباء کے فرائض، منھاج، ص ۳۰۶ ۔

۲۴۔ مسز رخسانہ لطافت، ہسپانیہ کے مسلمانوں کی طبی خدمات، کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۰۱۔

۲۵۔ ایضاً ۔

۲۶۔ ایضاً ۔

27. en. Wikipedia.org/wiki/Islamic-ethics

۲۸۔ شمس البصر، ڈاکٹر، طبی اخلاقیات اور مسلم اطباء کے فرائض، منھاج، ص ۳۰۷۔

۲۹۔ الاحقاف ۴۶:۳۵۔

۳۰۔ لقمٰن ۳۱:۱۸ ۔

۳۱۔ الفرقان ۲۵:۶ ۔

۳۲۔ الحشر ۹:۵۹۔
۳۳۔ آل عمران ۱۵۹:۳۔
۳۴۔ لقمٰن ۱۸:۳۱۔
۳۵۔ النسآء ۳۶:۴۔
۳۶۔ البقرۃ ۱۰:۲۔
۳۷۔ الشامی محمد بن یوسف الصالحی، سبیل الھدی والرشاد، (سیرت شامی) بیروت، ۱۹۹۳ء، دالکتب العلمیہ، باب دوم، رقم الحدیث، ۵۹۸۔
۳۸۔ البخاری، الصحیح، کتاب الایمان، باب المسلم من سلمہ۔
۳۹۔ محمد تقی عثمانی، حقوق العباد اور معاملات، ص ۳۰۔
۴۰۔ ایضاً۔
۴۱۔ ابو یحییٰ، حدیث دل، انذار پبلیشرز، ت ن، ص ۵۵۔
۴۲۔ حقوق العباد اور مُعاملات، ص ۱۸۷۔
۴۳۔ ایضاً ص ۱۸۶۔
۴۴۔ ایضاً ص ۱۹۷۔
۴۵۔ محمد فاروق خان، ڈاکٹر، پاکستان اکیسویں صدی کی جانب، ادارہ مطبوعات تکبیر، اے ون، تیسری منزل، نامکو سنٹر، کیمبل اسٹریٹ، کراچی، مارچ، ۱۹۹۱ء، ص ۱۶۵۔
۴۶۔ ایضاً ص ۱۶۷۔
۴۷۔ جدید فقہی مسائل، شفیق الاسلام فاروقی، حرا پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور طبع سوم فروری، ۱۹۹۲ء، ص ۲۸۷۔
۴۸۔ المآئدۃ ۳۲:۵۵۔
۴۹۔ محمد فاروق خان، ڈاکٹر، پاکستان اکیسویں صدی کی جانب، ص ۱۷۲۔
۵۰۔ ایضاً ص ۱۷۰۔
۵۱۔ ایضاً ص ۱۷۱۔
۵۲۔ تقی عثمانی، مفتی، حقوق العباد اور مُعاملات، ص ۲۶۔
۵۳۔ الحجرات، ۶:۴۹۔
۵۴۔ آل عمران، ۱۹۱:۳۔
۵۵۔ محمد فاروق خان، ڈاکٹر، پاکستان اکیسویں صدی کی جانب، ص ۱۶۷۔
۵۶۔ ابن تیمیہؒ، امام، سیاست شرعیہ، مترجم: محمد اسماعیل گودھروی، ص ۱۰۸۔
۵۷۔ نوٹ: ۲۸: ۳۰ جون ۱۹۹۵ کو ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ کی مجلس سفارشات نے بھی اس طرح کی کمیٹی کے قیام کی سفارش کی تھی۔
۵۸۔ محمد فاروق خان، ڈاکٹر، پاکستان اکیسویں صدی کی جانب، ص ۱۸۲۔
۵۹۔ ایضاً۔
۶۰۔ ایضاً ص ۱۸۳۔
۶۱۔ ایضاً۔